Registerd

L. No. 89

نور افشان

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۳) ہر ہفتہ بروز جمعہ شائع ہوتا ہے - ۱۸ جنوری ۱۹۰۷ء جلد (۳۵)

ایڈیٹوریل دفتر

لیڈیز سوشل کانفرنس کے متعلق مسز نیدو ہندو لیڈی کا ریمارک قابل غور ہے۔ آپنے اثنا تقریر میں یہہ کہا کہ میں چاہتی ہوں کہ ہندو اگر ہندو کا لفظ اڑا کر اپنے کو انڈین کہیں تو زیادہ ترموزوں ہوگا۔ آفرین ایسے خیال پر جو ایک ہند کی خاتون کے منہ سے نکلے کیا یہہ سچ نہیں ہے کہ ہم انڈین پہلے ہیں اور بعد میں ہندو یا مسلمان؟

آریہ مسنجر اپنے ایڈیٹوریل مضمون بعنوان ہم اپنی لڑکیوں کو کیا بنائیں، اس تجویز پر راضی نہیں ہے کہ گورنمنٹ لڑکیوں کی تعلیم کا ذمہ اپنے اوپر لے بلکہ وہ نہیں چاہتا کہ لڑکیاں یورپ کے خیالات ایک غیر زبان میں حاصل کریں کیونکہ وہ ہندوستانی مسیحیوں یا یوریشنوں کے طور طریق پہناوا وغیرہ اختیار کرلیتی ہیں جو غیر موزوں ہے۔ اس پر ہم صرف یہی ریمارک دینا کافی سمجھتے ہیں کہ جب ہندوستانکی مستورات تعلیم یافتہ ہوجاویگی تو وہ خود تمسے بہتر اپنا نفع نقصان پہچاننیوالی ہونگی۔ آپ تعلیم تو دینا چاہتے ہیں لیکن پرانی حکومت کی بو ہاتھ سے نکلنے نہیں پاتی ؛

رائٹ آنریبل مسٹر سموئیل سمتھ جن کے انتقال کی خبر گذشتہ پرچہ نور افشان میں نکلی تھی۔ اُن کے جنازہ پر گورنمنٹ کا ایڈی کامپ موجود تھا کلکتہ کے لاٹ صاحب بھی موجود تھے اور دیگر صاحبان اور کانگرس کے بڑے بڑے ارکان بھی جنازہ پر موجود تھے۔ صاحب مرحوم انکی چوتھی وار ہندوستان میں وارد ہوئے تھے۔ پہلے آپکا اس ملک میں آنا ۱۸۶۳ء میں ہوا تھا۔ اس وقت روئی کے بہم پہنچانے کے مسئلہ کو دریافت کرنے آئے تھے۔ دوسری دفعہ انکا آنا ۱۸۶۸ء میں ہوا تب وہ ہند کے اہم مسئلوں کا مطالعہ کرتے رہے۔ تیسرے مرتبہ آپ ۱۹۰۵ء میں ہندوستان میں وارد ہوئے۔ اور اب ۱۹۰۶ء کے آخر میں آپکا سفر ہندوستان میں ہمیشہ کے لئے ختم ہوا۔ ۱۸۹۳ء میں آپنے اپنی اہلیہ کی جدائی کا صدمہ اٹھایا تھا۔ جو قریباً ۴۰ برس تک انکا ساتھ دیتی رہیں اس کے بعد پانچ برس کے عرصہ میں اسپر ایک اور سخت صدمہ انکے اکیلے ایک ہی لڑکے کی گذر جانے پر گذرا جو مرنے کے وقت قریباً ۲۰ برس کا تھا۔ آپ کے انتقال سے ٹمپرنس کا ایک بڑا رکن گرگیا ہے۔ خدا جلد کسی اور کو انکا سا انکی جگہ پر کھڑا کرے ؛

گیکوار بڑودہ نے اپنی تقریر متعلق انڈسٹریل کانفرنس میں اس ملک کی صنعتی حالت پر بیان کرتے ہوئے یہہ کہا کہ ہند کی صنعت اور حرفت کا کام نہ صرف مل اور فیکٹری میں پایا جاتا ہے بلکہ عام لوگوں کی اپنی جھونپڑیوں میں جہاں جولاہے اور لوہار اور ترکھان وغیرہ کام کررہے ہیں اور ترقی صرف اس کا نام نہیں ہے کہ انکو اپنے گھروں سے نکالکر مل اور فیکٹریوں میں لگادیں بلکہ یہہ کہ انکی حالت اُن کے گھر کے پیشوں میں ہی ترقی پذیر بنائی جاوے۔ یہہ لوگ جو اپنے آبائی پیشوں میں لگے ہوئے ہیں وہ ہماری ہمدردی اور مدد کے خواستگار ہیں ؛

سودیشی کے متعلق آپنے فرمایا۔ کہ اگر سودیشی اصول ان سینکڑوں بلکہ ہزاروں محنت کش لوگوں کی مدد کررہا ہے

اور انکی بنائی ہوئی چیزیں انکی خرید کر رہا ہے اور ان کے لئے دیگر خرید و فروخت کے بازار پیدا کر رہا ہے تاکہ وہ آسودہ حال اور کسی قدر متمول ہو جاویں۔ تب تو صاحبان شودیشی اصول کے ساتھ میری پوری ہمدردی ہے۔ سودیشی کے متعلق یہ بھی آپ نے فرمایا کہ اس کی کامیابی کے لئے یہہ بھی ضروری ہے کہ اس ملک کی بنائی ہوئی چیزیں نہ صرف غیر ممالک کی چیزوں کے ساتھ پورا پورا لاگا کھائیں بلکہ قیمت میں بھی گران نہ ہوں ورنہ سودیشی اثر اس ملک کے لئے دیرپا ہرگز نہ ہوگا۔

ایڈیٹوریل

ہمارے بیدار مغز اور لائق اڈیٹر پیسہ اخبار نامی محمد محبوب عالم کا مضمون دربارہ ضرورت اتحاد قومی مابین ہندو مسلمان لاہور کے روزمرہ اخبار ٹریبون میں پڑھکر دلکو مسرت اور اطمینان ہوا۔ کیونکہ اسمیں شک نہیں کہ نفاق باہمی اور ملکی تفرقہ بندیوں نے ملک کا ستیاناس کر چھوڑا ہے۔ ملکی اتحاد بغیر قومی اتحاد کے عبث اور بے فائدہ ہے اور قومی اتحاد سے اصولی مطلب یہہ ہے کہ تمام باشندگان ہند ہندو و مسلمان و ہندوستانی عیسائی اور یوریشین ہی اپنے آپکو اس قوم کل کا جزو سمجھنے لگیں جبتک ایک اہل فرقہ اپنے کو دوسرے سے جدا سمجھتا ہے اور اس بات پر ساعی اور کوشاں ہے کہ اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد جدا بنائے اور دوسرے اہل فرقوں کو رگڑے اور دبائے تب تک ملک ہند قوم نہیں بنی ہے بلکہ ایک مجموعہ مختلف فرقوں کا ہے جو آپس میں بھڑے ہوئے ہیں تاکہ ایک دوسرے پر غالب آکر اس کو محکوم کرے اور اپنا سکہ شاہی جمائے۔

مسٹر دادا بھائی ناروجی کے آخری الفاظ اپنی پریزیڈنشل تقریر میں یہہ تھے کہ ملکی اصول ہماری قومی عظمت۔ قوت اور امید کا باعث ہیں جہاں انمیں فتور واقع ہے وہاں قومی تنزلی ہے اور پھر فرمایا کہ قومی اصول خود سری اور خود حکومت پر مبنی ہے۔ ہندوستان کی ابتری حالت کا باعث عدم موجودگی خود گورنمنٹ ہے۔ جہاں سلف گورنمنٹ قائم ہوئی وہاں امید زور اور قومی عظمت بھی حاصل ہوگی اور اس کے لئے قومی جدوجہد ہمیشہ اور متواتر ہونی چاہیے۔

یہہ بیان بالکل صحیح ہے مگر اسمیں ایک قید شرط کی لگی ہوئی ہے جس کا بیان مسٹر دادا بھائی ناروجی نے شاید مصلحتاً نہیں کیا۔ کہ جب تک ہندوستان کے باشندے ایک دوسرے کے ساتھ میل جول پیدا نہیں کرتے ایک دوسرے کے ساتھ شیر و شکر نہیں ہوتے جیسا کہ ہندوستانی عیسائی باوجودیکہ مختلف فرقوں اور ملک کے مختلف حصوں میں سے نکلے ہیں لیکن مسیحیت کے پلیٹ فارم میں سب کے سب عملی طور پر ایک ہو گئے ہیں تب تک نہ تو سوشل اور دینی ہمدردی پیدا ہو سکتی ہے اور نہ ہی سلف گورنمنٹ ہمارے لئے مفید مطلب ہو سکتا ہے بیشک جدوجہد ایک بھاری وسیلہ ہے جس سے قوم اپنے حقوق اور مساوات کا مطالبہ کر سکتی ہے لیکن اگر جدوجہد کے حلقہ میں نفاق اور بے اعتباری کا بازار گرم ہے تو اس کی آواز زبان خلق نقارۂ خدا کا کام نہیں دے سکتی۔ اڈیٹر صاحب فرماتے ہیں کہ علیٰ بدین خود دوستے بدین خود کے اصول پر ہندو مسلمان آپس میں دوست بن سکتے ہیں۔ یہہ صحیح ہے اور حقیقت میں اس اصول پر بہت ہندو مسلمان اب بھی چلتے ہیں لیکن ہم افسوس سے یہہ اظہار کرتے ہیں کہ قومی اتحاد کی منزل پھر بھی دہلی ہنوز دور است کی مصداق ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ملکی اتحاد کے علاوہ دیگر امور میں بھی ہندو مسلمانوں کو ایک ہونا چاہیے۔ لیکن یہہ نہیں فرمایا کہ کن امور میں ہندو مسلمان میں ایکا ہو سکتا تھا۔ آپ تجویز پیش کرتے ہیں کہ دونوں فرقوں کے پیشواؤں کی ایک کانفرنس ہونی چاہیے جسمیں ان امور میں چرچہ اور فیصلہ ہونا چاہیے جنمیں دونوں فرقے کسیقدر کشمکش میں ہیں۔ ہم بھی بخوشی تمام اس تجویز پر داد دیتے ہیں اور اپنے ایڈیٹوریل کے دوسرے حصہ میں بعض امور بیان کرتے ہیں جنسے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ہماری قوم ہند کا رخ کس طرف ہے۔

ہندوستان کا دینی رخ ۔ دیکھئے ایک وہ زمانہ تھا کہ ہندو یا تو بت پرستی محض یا ویدانت کے اصول ہمہ اوست میں مبتلا تھے۔ لیکن اب وہ زمانہ روشنی کا آگیا ہے کہ ہندوؤں میں برہمو اور آریہ اور دیگر ایسے فرقے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں جو خدا کی جدا ہستی اور یگانگت کے قایل ہو گئے ہیں۔ وہ بھی عیسائیوں اور مسلمانوں کی طرح خدا سے پرارتھنا کرتے ہیں۔ اور بت پرستی اور ویدانت اصول کے خلاف دلیلیں پیش کرتے ہیں۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ کیا یہ فرقے ہمارے نزدیک نہیں آ گئے ہیں۔

اگر ہم اپنی تعصب کو چھوڑ کر گہری نظر سے اس تبدیل شدہ دینی خیال کو دیکھیں تو وہ فرقے ہمارے بہت نزدیک آئے ہوئے نظر آوینگے وہ جداگانہ خدا کی ہستی کے قایل ہیں اور ہمارا بھی یہی اصول ہے تو قومی لحاظ سے ہمارے اور انمیں ایک ہمدردی کا رشتہ قایم ہو گیا ہے اس اصول کی بنیاد پر ہم اور



اور دیہات میں افیون کی دوکانیں تھیں مگر اس سے پچاس سال پیشتر صرف دس قصبوں اور دیہات میں افیون کی دوکانیں تھیں۔

یہہ تعداد افیون کی دوکانوں اور لائیسنس سے آمدنی کی بڑی خطرناک اور ملک کو برباد کرنے والی ہیں۔ جب تک کہ سرکار سنگھالین اس معاملہ میں دخل نہ دیگی اور اس کا قرار واقعی انتظام نہ کریگی تب تک اس جزیرہ کا اس موذی عادت سے بچنا نہایت ہی معرض خطر میں ہے۔ اس سے بڑھکر افسوس ہندوستان پر ہے جہاں روز بروز استعمال منشیات بڑھتا جاتا ہے نشی عادات میں ہندوستان کا انہماک اسپر ایک روز ضرور بربادی لاکر ہی چھوڑے گا۔ سرکار کو اس معاملہ میں بڑی دانائی اور ہوشیاری سے انتظام کرنا چاہئے۔ لائیسنسون سے جو آمدنی ہوتی ہے اس کا خیال بالکل ترک کردیا جاتے اور ملک کی بہبودی کو ہر صورت وحالت مدنظر رکھا جاتے تو سرکار انگریزی کے سامنے یہ کوئی دشوار امر نہوگا۔

ہندوستانیوں کی قدر ملک جرمنی میں

یہہ تو اب ایک عام رائے اور مقولہ ہے کہ امریکہ میں ہندوستانیوں کی وہ قدر نہیں رہی جیسی کہ سابق میں تھی اور جنوبی افریقہ اور آسٹریلیا وغیرہ کا دروازہ تو اب ہندوستانیوں کے لئے مسدود ہے مگر اس کے خلاف سنا جاتا ہے کہ جرمنی میں ہندوستانیوں کی قدر بڑھی کیجاتی ہے اور وہاں آمدنی کے ذرائیہ ہندوستانیوں کے لئے بہم پہنچ رہے ہیں۔ جرمنی میں ہندوستانیوں کی بڑی خاطر تواضع اور عزت کی جاتی ہے۔ ذات پات اور مذہب وغیرہ کا لحاظ بالکل نہیں کیا جاتا۔ کہتے ہیں کہ برہمن کو لوگ بڑے شوق سے اور عزت سے دیکھتے اور ان سے بڑی دلچسپی رکھتے ہیں۔ ہندوستانیوں کو اہل جرمن اکثر یہی ترغیب دیا کرتے ہیں کہ ہندوستان کو واپس مت جاؤ یہاں ہی سکونت مستقل اختیار کرلو اور چونکہ جرمن کے اکثر لوگ مالدار اور تجارت پیشہ ہیں اور ملازمت کو ہیچ سمجھتے ہیں اور ہندوستانی نوکری پیشہ ہیں اور ملازمت کو تو قدر کی نظر سے دیکھتے ہیں اس لئے وہاں ملازمت کا میدان بڑا وسیع ہے۔ وہاں کے لوگ صرف تین گھنٹے کام کرتے ہیں۔ اس صورت میں اگر ہمارے ہندوستانی بھائی جو دس بارہ گھنٹے بلکہ اس سے زیادہ دیر تک کام کر سکتے ہیں وہ علاوہ معمولی تنخواہ کے اوور ٹائم بہت زیادہ کما سکتے ہیں ایک بے ہنر اور ان پڑھ آدمی بھی وہاں بندرگاہوں یا ریلوے سٹیشنوں پر مزدوری کر کے بھی آٹھ روپیہ روزانہ کما سکتا ہے۔ اور تین چار روپیہ یومیہ کے خرچ سے اپنے فیشن کے مطابق بڑا امیرانہ گذارہ کرسکتا ہے کاریگروں کی تو وہاں پھر چاندی ہے۔ نیک چلنی کی اشد ضرورت ہے ؂

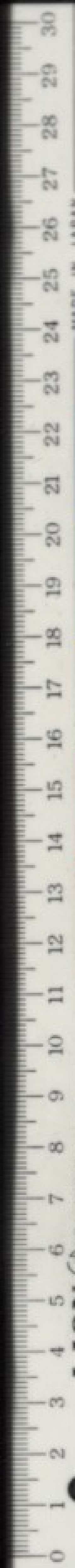
شاہ کابل سرہند کیون جائینگے؟

اکثر لوگ سوال کرتے ہیں لہذا لکھا جاتا ہے کہ:۔

سرہند میں حضرت ابوالبرکات بدرالدین احمد شیخ نقشبندی کا مزار ہے جنکو امام ربانی مجدد الف ثانی کہا جاتا ہے چونکہ شاہ کابل اور انکا خاندان اس طریقہ کے خاص معتقد ہیں اس لئے مجدد صاحب کے مزار کی زیارت کو شاہ کابل سرہند تشریف لیجائینگے۔ مجدد صاحب دسویں صدی کے مجدد مانے گئے ہیں آپ فاروقی شیخ تھے جمعہ کے دن ۱۴ شوال ۹۷۱ھ ہجری کو بمقام سرہند پیدا ہوئے اور منگل کے دن چاشت کیوقت ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ ہجری کو بمقام سرہند رحلت کی۔ "پنجہ در پنجہ خدا دارم من چہ پروائے مصطفےٰ دارم" یہ شعر آپکی طرف منسوب ہو کر مشہور ہوا۔ تمام ملک میں مجدد صاحب کے خلاف آگ بھڑک اٹھی۔ جہانگیر نے آپ کو دربار میں بلایا۔ آپ تشریف لے گئے اور بادشاہ کو اپنی مدلل تقریر سے ساکت کر دیا۔ مگر آداب دربار شاہی کی بجاآوری کو آپ نے گوارا نہ کیا۔ شاہ کو یہ بات ناگوار گذری بعض کا خیال ہے کہ شیعی ارکین سلطنت کے مشورہ سے اور بعض کا خیال ہے کہ محض ملکی مصلحتوں کے لحاظ سے جہانگیر شاہ نے آپ کو گوالیار کے قید خانہ میں بھیجدیا اور چند روز بعد وہاں سے رہائی دیکر باعزاز اپنے پاس بلالیا۔ اور ہمیشہ اپنے ساتھ رکھا غالباً آپکی حفاظت جان مدنظر تھی۔ آٹھ برس تک بادشاہ کے زیر نظر رہکر وفات سے چند ہی روز پہلے سرہند میں تشریف لائے تھے۔ (اہل فقہ)

۱۹۰۷ء کا خیر مقدم

الا اے ساقیٔ ذی عقل و ذی ہوش
پلادے علم کی صہبائے پرجوش
کہ دل مست مئے ادراک ہو جائے
روانی میں قلم چالاک ہو جائے
لگی بس مے کشی کی دل کو لَو ہے
کہ دور ابتدائے سال نو ہے
نئی ہے فصل محفل بھی نئی ہو
نئے انداز سے بادہ کشی ہو!
خوشی کی خاص ہو اک جا سعین
کریں سب مل کے واں محفل تزئین
ترانے اڑتے ہوا حب وطن کے
کہ ہم بلبل ہیں سب ہندی چمن کے
نہ کیوں ہوں بادۂ عشرت سے سرشار
کہ ہے نوروز دل افروز کی بہار
خوشی کی اٹھتی ہیں دل میں امنگیں
ترقی کی نرالی ہیں ترنگیں



یہ موقعہ ہے کہ سب جھگڑے مٹائیں
عداوت اپنی اپنی بھول جائیں
خوشی میں سال نو کی مل کے باہم
منائیں سلطنت کی خیر پیہم
بہم ہندو مسلمان ہوں ہم آغوش
کریں سب جام صحت شاہ کا نوش
حضور ایڈورڈ ہفتم شاہ شاہان
کہ جن کے عہد میں ہم سب ہیں شادان
رہیں آباد تخت سلطنت پر
کریں فرمانروائی شش جہت پر
گورنر جنرل ہندوستان بھی
رہیں معصون خطروں سے الہیٰ
کرے حاصل ترقی ملک دن رات
مبارک ہو یہ سن انیس سو سات
محب خوشنود اور دشمن ہوں پامال
فلاح و فیض کا ہو یہ نیا سال
ابھی جانا نہ میخانے سے ساقی
کہ دل میں اور کچھ ارمان ہیں باقی
ہے آمد بزم میں اک میہمان کی
رفیق دولت ہندوستان کی
طرب انگیز و بدے ساغر مل
کہ آتے ہیں حضور شاہ کابل
"سراج الملت والدین" دوران
"حبیب اللہ خان" سرتاج افغان
رئیس المسلمیں خاقان اعظم
امیر کابل و سلطان معظم
نہ کیوں ہو آگرہ سب پر مباہی
کہ ہے وان منعقد دربار شاہی
وہ جس کے دم قدم سے آگرہ آج
بنا ہے ہند کے شہروں کا سرتاج

وہ جس کے عدل کی شہرت ہی ہر سو
ہے اُس کا نام نامی لارڈ منٹو
رہیگا یادگار اُس کا یہہ دربار
وہ کشت ہند پر ہے ابر دربار
دکھائی شان عدل وداد اُس نے
کیا ہر قوم کو دل شاد اُس نے
نیابت قیصر ہندوستان کی
یہاں فرمائی باصد لطف و خوبی
دلوں کو کر لیا سب کے مسخر!
کہ ہے اخلاق اُس کا روح پرور
فوائد کی نئی راہیں بتائیں
ترقی کی امیدیں پھر بندھائیں
مٹائی اپنی کوشش سے خرابی
دلائی ہندیوں کو کامیابی
جو تھی مدنظر بہبود ملکی
بنایا خود کو حامی سودیشی
بڑھائی یہاں تک اپنی سرپرستی
نمائش صنعت و حرفت کی کھولی
مسلمانوں کا دل پایا جو کچھ بند
کئے اُن سے مواعید خوش آیند
روا رکھی نہ اُن کی پائمالی
شروع کی اُن کے منصب کی بحالی
دیا ہر طرح سے اُن کو سہارا
کہ "جد وجہد" ہو سہل و گوارا
کئے القصہ احسانات بھاری
کہ جن کے شکریہ سے ہم ہیں عاری
بگردیں گے دعائیں سب یہ اُس کو
کہ "ہندوستان ہو اور لارڈ منٹو

(از پیسہ اخبار)

مُراسلات

مسیح کا جی اٹھنا

بعضوں نے بسبب عدم واقفیت مسیحی مذہب اور کلام مقدس بائبل کے خداوند یسوع مسیح کے کفارہ اور جی اٹھنے پر جابجا اعتراض کیا ہے انہیں سے بعض اعتراض تو محض ضد اور ٹھٹھے کے ہیں اور بعض صرف اپنے آپکو ظاہر کرنے اور جھوٹھی تعریف کے لئے کہ لوگ مجھے بھی کوئی مولوی یا پنڈت یا مباحث مان لیں اور میں بھی کچھ شہرت حاصل کروں اور اپنی کتابوں یا اخبارات سے کچھ ٹکے کماؤں۔ پر تو بھی ایسے اعتراضوں کے جواب مسیحی علما اور بزرگان کی طرف سے بارہا کتابوں اور اخبارات میں دیئے گئے ہیں۔ حق جو اور منصف کا کام ہے کہ ان کتابوں کو لیکر بغور ملاحظہ کرے تو حقیقت حال سے خود آگاہ ہو جائیگا۔ سو میں نے مناسب جانا کہ جو جوابات مسیحی علمائے اُن یورپی معترضوں کو دیکر ہمیشہ کے لئے انکا منہ بند و مہر تا قیامت کر دیا ہے ان میں سے دو ایک جواب اِس ملک کے ناواقف معترضین کو سنا دوں تاکہ وے جان لیویں کہ مسیحی عقاید کوئی خیالی اور عقلی ایجاد نہیں ہے ؛

خداوند مسیح کے کفارے کی نسبت یہ خاکسار پہلے ہی ثبوت دے چکا ہے جو گذرے سال کے نور افشان نمبر ۱۸ مطبوعہ ۱۲ مئی ۱۹۰۹ء اور نمبر ۲۰ مطبوعہ ۱۹ مئی ۱۹۰۹ء میں شایع ہو چکا ہے۔ پھر اب خداوند مسیح کے جی اُٹھنے پر اعتراضوں کے جواب اور ثبوت دیتا ہوں ؛

ہر ایک اِس بات کو قبول کرتا ہے کہ گواہوں

کی گواہی ہر امر کا فیصلہ ہے۔ دنیوی امور میں اکثر گواہیوں ہی پر سب کام منحصر ہے۔ جو کوئی گواہی کو نہ مانے تو چاہئے کہ وہ کسی بات کو نہ مانے اور اپنے وجود کو بھی نہ مانے۔ اِس کے کئی ثبوت ہیں۔

۱۔ مسیح کے جی اُٹھنے پر بارہ رسول گواہی دیتے ہیں جکا بہت ذکر انجیل مُقدس میں اور خصوصاً رسولوں کے اعمال کی کتاب میں پایا جاتا ہے دیکھو متی ۲۸ باب ۱۶ آیت اور مارک ۱۶ باب ۱۴ آیت میں لکھا ہے کہ مسیح گیارہوں کو دکھائی دیا اور ا قر ۱۵ ا۔۵ لکھا ہے کہ بارہوں کو دکھائی دیا اور نہ صرف ایک دو دفعہ یا دن دکھائی دیا بلکہ دیکھو اعمال ۱-۳ میں لکھا ہے کہ چالیس دن تک دیتے چالیس دن تک میں کئی بار نظر آتا رہا جن کے ساتھ یسوع مسیح چلتا پھرتا کھاتا پیتا ہدایت کرتا اور معجزے دکھاتا تھا۔ اور انکو اپنے ہاتھ پاؤں کے نشان بھی دکھائے اور اُن کے روبرو آسمان پر صعود کر گیا۔ یہ رسول مسیح کے ساتھ کم سے کم ۳ برس تک چلتے پھرتے رات دن ساتھ رہتے اُسکی نصیحتیں سنتے کراماتیں دیکھتے تھے۔ اب کیا ایسے بارہ آدمیوں کی چشمدید گواہی کبھی ناقابل تسلیم ہو سکتی ہے ؟ دنیا میں کون عقلمند اور صاحب انصاف ہے جو ایسے بارہ آدمیوں کی جو معتبر تھے چشمدید گواہی کو مشکوک اور ناقابل تسلیم کہیگا۔ میں یہاں پر نمونے کے لئے دو ایک گواہی پیش کرتا ہوں دیکھو کتاب اعمال ۱ باب ۲۱۔۲۲ آیت پس چاہئے کہ اِن مردوں میں سے جو ہر وقت ہمارے ساتھ رہے جب خداوند یسوع ہم میں آیا جایا کرتا تھا یوحنا کے بپتسمہ سے لیکے اس دن تک کہ وہ ہمارے پاس سے اوپر اٹھایا گیا اِن میں سے ایک ہمارے ساتھ اُس کے جی اُٹھنے کا گواہ ہوے۔ پھر اعمال ۲-۳۲۔ اُسی یسوع کو خدا نے اٹھایا اُس کے ہم سب (یعنے ایک سو بیس شخص جو وہاں اکٹھے تھے اور جنمیں بارہ رسول بھی حاضر تھے) گواہ ہیں۔ اِسی طرح مقدس پاول رسول مقدس پطرس رسول اور مقدس یوحنا رسول اپنی کتابوں میں مسیح کے جی اٹھنے کا بہت ذکر کرتے ہیں ؛

۲۔ دوسرے یہ کہ یہ بارہ گواہ رسول تھے جو صاحب معجزات و کرامات تھے۔ اور بڑے بڑے معجزے اُسی ملک یہودیہ میں بھی دکھائے تھے انہیں یہودیوں کے روبرو جنہوں نے مسیح کو اور اُس کے معجزوں کو دیکھا تھا اور اس کو مصلوب بھی کیا تھا کہ نہ تو یہودیوں اور نہ غیر ملکوں کے علما اور جادوگر اِن رسولوں کا مقابلہ کر سکے جنسے انکی رسالت ثابت ہوتی ہے کہ خدا کی طرف سے معجزے کی قدرت اور روح پاک کی بخشش انکو ملی تھی محمد صاحب نے تو صاف کہدیا کہ یہہ بخشش مجھے نہیں ملی ہے اور دیانند بچارے کو تو باوجود جوگ ابھیاس و سنیاس کے یہہ بخشش کبھی خواب میں بھی نظر نہ آئی ؛

پھر اِن بارہ رسولوں کے سوا دو اور رسول مقدس پاول جو عالم شخص تھا اور برنبا بھی ایسی گواہی دیتے ہیں۔ پھر اِن دو کے سوا مقدس لوقا طبیب اور مارک جو حواری تھے گواہی دیتے ہیں پھر اِن چار کے سوا مقدس استیفان اور اپلس بھی جو خواندہ اور کلام کے خادم تھے۔ گواہی دیتے سو کل اٹھارہ (۱۸) معتبر اور باقدرت شاہد انجیل مقدس میں موجود ہیں۔

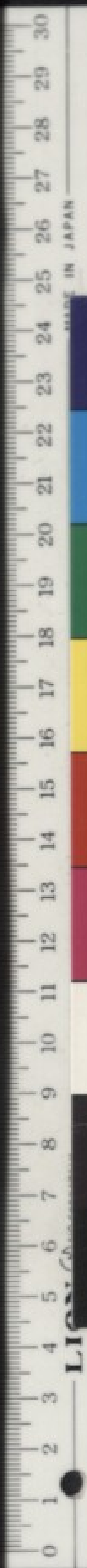
پھر مسیح کو جی اٹھے ہوئے ۱۲۰ شخصوں نے یروشلم میں اور ۵۰۰ آدمیوں نے گلیل میں اکٹھے دیکھا تھا البتہ انکی گواہی لکھی ہوئی نہیں ہے پر اِن کے روبرو رسولوں کی گواہی پختہ ہوتی ہے کہ ایک حقیقی واقعہ ہے کوئی مبالغہ یا تشریح بات نہیں ہے مقدس پاؤل رسول نے ا قر ۱۵ باب میں خداوند مسیح کے جی اٹھنے کے بعد کئی بار دکھائی دینے کا صاف ذکر کیا ہے اور اس نے خود مسیح کو زندہ دیکھا تھا۔ اور اسی سبب سے مسیحی ہو گیا۔ ایک ایسے ظالم و سرگرم اور مسیحی مذہب کا سخت دشمن پاؤل یہودی کا مسیحی ہو جانا کوئی آسان اور کم قیمت بات نہیں ہے اب کیا اتنے آدمیوں کی گواہی کبھی باطل ہو سکتی ہے ؟ کیا اتنے لوگ دھوکھا کھا سکتے ہیں ؟ جنمیں علما بھی تھے اور متفرق جگہوں کے لوگ بھی تھے غور کرو اور انصاف کرو!

پھر یہ رسول اپنی تعلیم اور گواہی کو معجزوں اور کراماتوں سے ثابت کرتے تھے جو نبی برحق اور رسول برحق ہونے کا ایک نشان اور ثبوت ہے محمدی اور دیانندی پیشوا ایسا نہیں کر سکے اور مرزا کا حال تو روشن ہی ہے جو حاجت تحریر نہیں بلکہ اُس بڑے مباحثہ میں جو جناب ڈپٹی آتھم صاحب سے ہوئی طالب معجزہ میں سکوت کلی اور ندامت دائمی حاصل کی!

پھر غور کرو کہ رسولونکا یہہ دعوےٰ اور گواہی اُن ممالک اور زمانے میں ایسی آسان بات نہیں تھی جیسی دیانند اور مرزا اب انگریزی سلطنت کے سایہ امن و آزادگی میں للکارتے ہیں بلکہ رسولوں نے اس گواہی کے لئے بھوک پیاس اور کوڑے قید جلا وطنی اور سخت اذیتیں اٹھائی ہیں بلکہ اپنی جان بھی دی ہے جنکا تذکرہ اعمال الرسل میں موجود ہے دیکھو انجیل مقدس ؛

۳۔ یہہ کہ یہہ گواہی کن کے سامنے دیگئی تھی ؛

پہلے حاکموں اور سردار کاہنوں اور سنہدرم کے



۷ عالموں کے سامنے دی گئی تھی دوسرے علاوہ رومیوں اور یونانیوں کے سخت دل یہودی عوام کے سامنے دی گئی تھی جنہوں نے مسیح کو یروشلم میں مصلوب ہوتے دیکھا تھا۔ اگر رسولوں کی گواہی میں کچھ بھی فرق ہوتا تو یروشلم کے یہودی جنپر رسول قتل کا الزام لگاتے تھے فوراً اس بات کو ظاہر کر دیتے اور گواہی باطل ٹھہراتے اور نعش کھود کر دکھا دیتے جیسا اب کے لوگوں نے ہند کے جھوٹے نبی کو دکھا کر منہ کالا کر دیا پر ایسی کوشش کسی نے بھی کبھی نہیں کی۔

۴۔ یہہ کہ بعض کہتے ہیں کہ رسولوں نے دھوکا کھایا ہوگا۔ جواب یہہ ہے کہ رسول چالیس دن تک مسیح کو دیکھتے ساتھ چلتے کھاتے نصیحت سنتے کرامتیں دیکھتے تھے۔ اگر مسیح کوئی دوسرا شخص ہوتا تو اول تو وہ رسولوں کے سامنے معجزے نہ کر سکتا۔ دویم رسول لوگ اُسکی آواز سے فوراً پہچان لیتے کہ یہہ مسیح نہیں ہے کیا رسول لوگ جو تین برس تک اس کے ساتھ ساتھ رہتے اور اُسکی آواز سنتے تھے اب وہ تین دن بعد جی اُٹھنے ہوئے مسیح کو دیکھکر اس کی آواز سے نہ پہچان سکتے؟ یہ ناممکن ہے کہ کوئی اپنے دوست یا رشتہ دار کی آواز سے اُسکو نہ پہچان سکے۔ میرے رشتدار یا دوست جب کبھی برس چار برس دس برس بعد میرے یہاں ملاقات کو آتے ہیں اور رات کی تاریکی میں مجھے پکارتے ہیں تو پہلی ہی آواز میں پہچان لیتا بلکہ معلوم کر لیتا ہوں کہ یہہ فلانا مرد یا عورت ہے بلکہ بعض دفعہ تو کسی شخص سے صرف ایک بار یا دو ہفتہ ملاقات ہوئی اور پھر بعد اُس کے جب دو یا چار برس بعد وہی شخص پھر آیا تو تاریک رات میں بھی میں نے پہچانا کہ وہی فلانا شخص ہے اور نہ صرف میں ہی بلکہ دوسرے سب لوگ یونہی فوراً پہچان لیتے ہیں۔ ایک دفعہ میں ایک مجلس میں بیٹھا تھا کہ میرا کتا آیا پر بغیر میں مجھے پہچان نہ سکا پر جونہی میں نے آواز دی کتا فوراً پہچان کر میرے پاس آگیا۔ تو پھر اس سے کیا معنے ہیں کہ رسول لوگ باوجود تین برس رات دن ساتھ رہنے کے اور روز روشن میں صورت دیکھنے اور معجزے دیکھنے اور اُس کی آواز کے سننے سے بھی مسیح کو نہ پہچانا؟ جب حیوان مطلق اپنے مالک کی آواز سے اُس کو پہچان لیتا ہے تو حیوانِ ناطق کیوں نہ پہچانے؟ بیشک جیسا پہچاننا لازم تھا رسولوں نے خوب جانچکر پہچانا کہ وہی یسوع جو مؤا تھا۔ اب زندہ ہے۔

سوم۔ خداوند مسیح نے اپنی موت سے پیشتر جو ہدایتیں اور احکام رسولوں کو دی تھیں جی اُٹھنے کے بعد اُن باتوں کی طرف اشارہ اور تاکید کرتا ہے اور اُنکو یاد دلاتا ہے اگر یہہ مسیح نہ تھا کوئی اور تھا تو ایسی باتیں کیونکر کر سکا۔

پھر غور کرو کہ مقدس پاول سخت دل یہودی مخالف کو زندہ مسیح کا ایمان اور یقین کیسے ہوا۔ کیا اُس نے بھی دھوکا کھایا؟ مقدس پاول کی نسبت ایسا کہنے کی کہ اُس نے دھوکا کھایا کوئی مخالف بھی جرات نہ کریگا۔ پھر اس کی پختہ گواہیوں کو اُس کے نوشتوں میں دیکھو۔

پس معترضوں کا اعتراض محض زبردستی اور بے انصافی اور بطالت اور عدم واقفیت بائبل ہے وے ایسے پوچ اور بے بنیاد اعتراض اسی لئے کرتے ہیں کہ نہ آپ ماننا چاہتے ہیں اور نہ اوروں کو ماننے دینا چاہتے ہیں جیسا ستیارتھ پرکاش میں دیانند کے ارادہ اور نیت سے صاف ظاہر ہے اور ایسونکی نسبت انجیل مقدس میں مرقوم ہے کہ اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس! اس لئے کہ آسمان کی بادشاہت کو لوگوں کے آگے بند کرتے ہو نہ تم آپ اُس میں جاتے ہو اور نہ جانیوالوں کو جانے دیتے۔ متی ۲۳ باب ۱۳ آیت ٭

غرض کلام مقدس اور ۱۲ رسولوں کی چشم دید و لا تردید و پختہ گواہیوں سے صاف صاف ظاہر و ثابت ہے کہ خداوند یسوع مسیح فی الحقیقت جی اُٹھا اور بہتوں کو دکھائی دیا اور سب کے روبرو آسمان کو گیا جہاں سے وہ زندوں اور مردوں کی عدالت کرنے کو پھر آنے والا ہے اور تب اُنسے جو خدا کو نہیں پہچانتے اور ہمارے خداوند یسوع مسیح کی انجیل کو نہیں مانتے بدلا لیگا وے خداوند کے چہرے سے اور اُس کی قدرت کے جلال سے ابدی ہلاکت کی سزا پاوینگے ۲ تس ۱۔۸ پر وے جو اس پر ایمان لائے ہیں ابدی زندگی کے وارث ہونگے۔ اور ستاروں کی مانند ابدالآباد تک چمکینگے ٭

راقم
آلفریڈ۔ ہیڈ کنکٹ حیدرآباد سندھ

کرنال میں مسیحی میلا

۲۷ ماہ دسمبر گذشتہ سال کو کرنال میں ایک عجیب و غریب میلہ ہوا۔ پڑاؤ میں ہر طرف رنگا رنگ کی جھنڈیاں لگا کر میدان کی آرائش کی گئی تھی سٹیشن کے سب مسیحی اور یورپین جنٹلمین موجود تھے۔ کرسچن و یورپین لیڈیاں بھی رونق افروز تھیں یہ میلا اپنے رنگ کا ایک نرالا میلا تھا۔ کھانے پینے اور کھیل کود کے سامان افراط اور تکلف کے ساتھ مہیا تھے جو سب پادری گرینڈ فن وہنگ ... صاحبان کی کوششوں کا نتیجہ تھے پہلے

اس کے لئے ایک معقول رقم چندہ فراہم کی گئی تھی باجے بجتے تھے۔ رات کو آتشبازی چھٹی اور ہر جانب روشنی بھی کی گئی تھی۔ یہہ میلہ ریورنڈ مریج ابے صاحب ایم اے کی اختراع ہے۔ اور تب سے ہر سال ہوتا ہے۔ ایسے میلے عموماً نہایت مفید ہوتے ہیں۔ ایک تو کرسمس کی مبارک دن کی خوشی دوسرے آپس میں میل جول کا بہترین طریق۔ کامل امید ہے کہ ایسے میلے ہر جگہ اسی رونق سے ہوا کریں گے۔

راقم۔ و۔ ج

چینی لونڈی

چاند گرہن۔ شادی

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

خزاں کے دنوں میں شام کے وقت لنگ سو ایک دو گھنٹوں کے لئے کھیاؤ کے گھر گئی ہوئی تھی۔ وجب سے سو چم نے تو سے مہربانی کا سلوک شروع کیا تھا ہونے لنگ سو کو اُن کے گھر جانے کی اجازت دیدی تھی، گاؤں کے میدان میں ایک غیر معمولی آواز سنی گئی۔ لوگ بڑے زور سے چلانے اور چیخنے لگے گویا کوئی بھاری مصیبت و آفت انپر آپڑی ہے۔ گھنٹوں کی آواز۔ ڈھولوں کی آواز۔ ونگدادر۔ نرسنگوں کی ہوا۔ توپوں کی مہیب صدا۔ پٹاخوں کا زور یا ہیبت و شور اس شدت سے تھا کہ گویا ہر ایک چیز جو شور و غل کا موجب تھی باہر نکال کر استعمال میں لائی گئی ہے۔ شروع میں آواز سنکر کھیاؤ چلا اٹھا "ا" "ا" وہ شور و فغان کرتا ہوا دروازہ بند کرنے کو سیڑھیوں کی طرف دوڑا گیا مگر سو چم نے اسکو فوراً بلا لیا اور کہا کہ شیر نہیں ہے بلکہ ایک بڑا درندہ ہے جس نے اس سے پیشتر بارہا چاند کو نگل جانے کی کوشش کی ہے اور آج پھر نگلنا چاہتا ہے اُس نے لڑکوں کو حکم دیا کہ ہر ایک چیز جس سے مہیب آواز نکلے چوگان میں لے جاؤ اور اس جن کو ڈرانے کی کوشش کرو۔

چند لمحوں میں ہی وہ سب باہر چلے گئے جہاں گاؤں کا قریباً ہر ایک باشندہ موجود تھا۔ بعض آتشبازی کے پٹاخے چلا رہے تھے بعض گھنٹے اور ڈھول بجا رہے تھے اور پھر ہر ایک زور زور سے چلا چلا کر گلا پھاڑ رہا تھا تاکہ اُس سایہ کو جو آہستہ آہستہ چاند پر چھا رہا تھا ڈرا دے۔ چند چھوٹے چھوٹے لڑکوں نے اس تمام شور و غل کو ایک بڑا تماشا سمجھا کیونکہ اُن کے والدین انسے بھی بڑھکر شور و غل کرتے تھے لیکن عمر رسیدہ سنجیدگی کی حالت میں نظر آتے تھے اور کئی عورتیں روتی تھیں اور بعض آدمی بہت ڈرے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔

یہہ چاند گرہن تھا اور چینی نہیں جانتے تھے کہ یہہ سوائے اس کے کہ زمین چاند اور سورج کے مابین سے گذر رہی ہے اور کچھ نہیں ہے اور زمین کے سایہ کے سبب سے عکس پڑکر چاند گرہن ہوگیا ہے مگر انہوں نے خیال کیا کہ یہہ کوئی بڑا جن ہے۔ بعض کہتے تھے کہ کوئی حیوان ہے۔ بعض اُسکو ایک بڑا دیوتا سمجھتے تھے جو چاند کو نگلنے کی کوشش کر رہا ہے۔ یہ لوگ نہیں چاہتے تھے کہ چاند نگلا جاوے مگر یہہ خیال کرکے کہ اگر دیوتا زیادہ بھوکھا ہوا تو وہ اور کچھ بھی کھانا چاہیگا۔ اس حالت میں وہ چاند کے لئے اسقدر اندیشہ نہیں کرتے تھے جسقدر کہ انہیں اپنا فکر تھا۔ یہہ دیکھ کر کہ جب وہ چاند کو نگلنے کی کوشش کر رہا ہے تو اُن کے بہت نزدیک ہے اور جلدی ہی شرارت پر آمادہ ہوگا۔ اس لئے اگر وہ زیادہ دیر تک ٹھہرے تو بہت نقصان پہنچیگا اس لئے اغلباً اُن کے شور و غل کا سبب یہہ نہیں تھا کہ وہ چاند کو نہ نگلے بلکہ یہہ کہ اس کو وہاں سے بالکل دور نکال دیا جاوے۔

اگرچہ وہ گھنٹے سے زیادہ دیر تک جسقدر زور سے ممکن تھا شور و غل کرتا رہے تو بھی وہ دیو چاند کو نگلتا ہی رہا یہاں تک کہ اسکو بالکل کھا گیا۔ وہ پورا چاند گرہن تھا۔ اب انکا شور رونے اور چیخ چہاڑے میں تبدیل ہوگیا۔ چاند بالکل نگلا گیا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دیو وہاں اب بھی ٹھہرنا چاہتا ہے۔

جب سب مایوس ہونے کو تھے ایک بوڑھا کہنے لگا۔ خبردار! خاموش نہ ہو جاؤ۔ دیو سے اب بھی چاند اگلوایا جا سکتا ہے اور وہ ڈر کر یہاں سے بھاگ سکتا ہے۔ اس نے کہا کہ اس شہر میں جہاں میں رہا کرتا تھا کئی بار دیو نے چاند کو نگل لیا لیکن لوگوں کے متواتر شور و غل سے مجبور ہوکر اس نے چاند کو اگل دیا اور بھاگ گیا۔

پھر اسی طرح ڈھولوں اور گھنٹوں کا بجانا۔ پٹاخوں اور بندوقوں کا چلانا برابر جاری رکھا گیا۔ اور سب کے سب ملکر بڑے درندے کو ہٹانے کے لئے زور شور سے چیخنے لگے۔ چند لمحوں میں ہی گرہن ہٹنے لگا اور چاند کا ایک سرا دکھائی دیا اس سے دلیری پاکر لوگ پھر شور کرنے لگے کہ دیو کو ایسا ڈرا دیں کہ وہ نہ صرف چاند کو ہی اگل دے بلکہ پھر کبھی نہ آوے۔

اپنے وقت پر سایہ گذر گیا۔ گرہن ختم ہوگیا اور لوگ خوش ہوگئے لیکن بوڑھوں میں سے بعض نے سر ہلا کر کہا کہ "ہمنے ابتک اس کا انجام نہیں دیکھا یقیناً کوئی خوفناک بلائی آنیوالی ہے"۔ دیو کو نکالنے میں کامیاب ہونے کی نسبت کچھ دیر تک گفتگو کرکے لوگ ایک ایک کرکے اپنے گھر کو چلے گئے لیکن اس واقعہ پر گفتگو کرنے کے لئے چند لڑکے ٹھہر گئے۔

کھیاؤ نے کہا "سیانگ" میں نہیں یقین کرتا کہ وہ کوئی دیوتا یا درندہ تھا جسکی نسبت لوگ کہتے ہیں

کہ اس نے چاند کو نگل لیا تھا۔ اگر یہہ سچ ہے تو اس دیوتا کا منہ بہت ہی چوڑا ہے کیونکہ ہم اسمیں سے چاند کو دیکھ سکتے تھے۔ میرا یقین تو یہہ ہے کہ چاند نے کوئی بڑی ٹوپی یا کوئی اور چیز اوڑھ لی ہوگی اور اپنے تئیں چھپا لیا ہوگا تاکہ اوروں کو وہ کھلاوے کہ وہ کیسا معلوم ہوتا ہے۔ چاند آسمان میں صرف ایک بڑی عورت کا چہرہ ہے۔ ہم اس کا باقی بدن نہیں دیکھ سکتے کیونکہ کپڑوں سے چھپا رہتا ہے۔

یانگ نے پوچھا "تم کو یہہ بات کس طرح معلوم ہوئی"؟

"لوگ بہت سی باتیں کس طرح جان لیتے ہیں وہ خیال کرتے ہیں کہ وہ اس طرح سے ہیں اور پھر ایسا ہی کہتے ہیں میں خیال کرتا ہوں کہ چاند ایک بڑی عورت ہے اور میں کہتا ہوں کہ وہ ضرور ہے اور میرا یہہ کہنا ٹھیک اور ایسا ہی سچ ہے جیسا کہ لوگوں کا یہہ کہنا کہ دیو نے چاند کو نگل لیا ہے"؟

یانگ نے کہا "کھیاؤ" میرا یقین یہہ ہے کہ چاند آسمان میں صرف ایک سوراخ ہے جسمیں سے کوئی دیوتا جھانکتا ہے"؟

کھیاؤ نے کہا "جب سورج اپنی روشنی نہیں دیتا اس وقت کیا ہوتا ہے"؟

اوہ! اس کا سبب یہہ ہے کہ سیاہ چہرے والے دیوتاؤں میں سے کوئی اس سوراخ میں سے جھانکتا ہے۔ اسی طرح جب چاند چھوٹا ہوتا جاتا ہے تو سیاہ فام دیوتا دوسرے کو دھکیل رہا ہوتا ہے"؟

ایک اور لڑکا جو یہہ سب باتیں سن رہا تھا کہنے لگا "میں ان سب باتوں کو نہیں مانتا۔ بوڑھے لوگ تم لڑکوں سے زیادہ جانتے ہیں اور مجھے انکی بات پر یقین ہے۔ وہ ایک دیو تھا جس نے چاند کو نگلنے کی کوشش کی تھی اور میں نے اپنے دادا کو یہہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ اب کے سال وہ پھر بڑی مصیبت لادیگا میں ہر روز دیوتاؤں سے منت کیا کرونگا کہ وہ ہمارے گھر پر کوئی مصیبت نہ آنے دیں"؟

کھیاؤ نے کہا "میں یقین نہیں کرتا کہ جب چاند ایک ہی رات میں تاریک اور پھر روشن ہو جاتا ہے تو اس کا سبب یہہ ہے کہ ہمارے گاؤں میں مصیبت لاوے ہمارے سارے ملک میں ایک ہی چاند ہے اور اگر چاند کے تاریک ہونے سے ہمارے گاؤں پر مصیبت آویگی تو کیوں تمام ملک میں ہر جگہ یہہ مصیبت واقعہ نہ ہو۔

ایک اور لڑکے نے کہا "تم کس طرح جانتے ہو کہ مصیبت سب جگہ نہیں آتی"؟

کھیاؤ نے جواب دیا "میں جانتا ہوں بلکہ اکثر دیکھا بھی گیا ہے کہ ایک جگہ اس وقت خشک سالی یا بیماری ہوتی ہے اور دوسری جگہ اس وقت خشک سالی یا بیماری کا نام تک نہیں ہوتا اگر چاند کی تاریکی مصیبت لاتی ہے تو ضرور ہر ایک جگہ جہاں چاند ہے ایک ہی وقت مصیبت آنی چاہئے"۔

ایک اور لڑکے نے کہا "جب تم دیکھوگے کہ سال کے ختم ہونے سے پیشتر اس گاؤں پر کسی قسم کی مصیبت آئی تب تم کو اس بات کا یقین ہوگا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ ضرور ہوگا"۔

اس وقت کسی نے آواز دی "کھیاؤ" "کھیاؤ" اور لڑکے اپنے اپنے گھر کو چلے گئے۔

کھیاؤ نے دیکھا کہ اُس کی دادی کسی پڑوسن کے ساتھ بڑی سنجیدگی سے گفتگو کر رہی ہے۔

اُس نے کہا "مجھے اندیشہ ہے کہ چاند کی تاریکی کے بعد بڑا غدر ہوگا۔ ایسا پیشتر ہوتا آیا ہے اور اب پھر بھی ہوگا"۔

پڑوسن نے جواب دیا "مجھے غدر کا کچھ اندیشہ نہیں بشرطیکہ ہمارے گاؤں میں نہ ہو۔ اس سے چاولوں کا نرخ بہت چڑھ جاویگا اور تب ہم لوگ جن کے پاس چاول جمع ہیں خوب روپیہ کماویں گے"۔

سوچیں نے کہا "ہمارا فرض ہے کہ ہم روز مرہ دیوتاؤں سے دعا مانگیں اور ان کی روحوں کے آگے نذریں چڑھاویں تاکہ انکی خوشنودی کو حاصل کرسکیں اور مصیبت ہم سے دور رہے"۔

جب پڑوسن چلی گئی تو لنگ سو نے جو ابتک یہیں تھی پوچھا۔ "دادی کیا دیوتے اس برے دیو کو چاند سے دور نہیں کرسکتے"۔

اس نے جواب دیا "میری بچی۔ میں نہیں جانتی ممکن ہے دیوتا ہم سے ناراض ہوں اور ہماری بدفعلیوں کی سزا دینا چاہتے ہوں"۔

چھوٹی لڑکی نے پوچھا "کیا ہم انکو خوش کرنے اور ان کے دور کرنے کے لئے کچھ کرسکتے ہیں"۔

ہاں بے شک۔ مگر سب لوگوں کو کچھ نہ کچھ کرنا چاہئے۔ ایک دو یا محض چند آدمی اگر کوشش کریں کہ مصیبت انسے دور رہے تو وہ بڑی مصیبت کو روک نہیں سکتے"؟

لڑکی نے پوچھا "تو پھر سب لوگ ملکر کیوں عبادت نہیں کرتے اور نذریں نہیں چڑھاتے"؟

لوگ ہمیشہ حتی المقدور ایسی باتوں سے بچنا چاہتے ہیں اور جب تک انپر مصیبت نہ آوے وہ کچھ نہیں کرتے"؟

کھیاؤ نے کہا "دادی شاید انکا یقین نہیں ہے کہ مصیبت آویگی اور اگر نہ آوے تو ان کے سب چڑھاوے بے فائدہ ہونگے"۔

نہیں وہ ضائع نہیں ہونگے کیونکہ ان کے وسیلے وہ دیوتاؤں کی خوشنودی حاصل کرینگے۔ اور نہ صرف مصیبت دور رہیگی بلکہ برکت آویگی"۔

کھیاؤ نے کہا "یہہ کیسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم ہر روز صرف ایک ہی دیوتا کو نذریں چڑہاکر اگر ہم اُسکی خوشنودی حاصل کریں تو اور دیوتاؤں کے ضرر سے ہم محفوظ رہ سکتے ہیں اور وہ اکیلاہی ہماری مدد کر سکتا ہو اور کیونکر ممکن ہے کہ اس وقت وہ آپسمیں لڑائی کریں اور ہم محفوظ رہیں" ؛

کھیاؤ کی بہن تی نے پوچھا "اگر تمہارا دیوتا دوسروں کا مقابلہ کرنے کی کافی طاقت نہ رکھتا ہو تو پھر کیا کروگے" ؛

"میرا خیال ہے کہ پھر ہم کو تکلیف اٹھانی ہوگی مگر ہمیں سب سے زور آور دیوتا کو ڈھونڈ لینا چاہئے"

دادی نے بداعتقاد کھیاؤ کو کہا "میرے بچے مجھے ڈر ہے کہ مبادا دیوتا تم پر کوئی بڑی مصیبت لاویں تمہیں چاہئے کہ دیوتاؤں کی نسبت اس قسم کی گفتگو اور کارروائی نہ کیا کرو۔ دیوتاؤں کی نسبت تمہارے قول و فعل بالکل اور قسم کے ہونے چاہئے۔ ورنہ نہ صرف تم خود ہی سزا پاؤگے بلکہ ہم سب کو تمہاری خاطر تکلیف اٹھانی پڑیگی۔ کل صبح ہی تم مندر میں جاکر چڑھاوا چڑھاؤ اور دیوتاؤں سے بنتی کرو کہ وہ ہمیں ہر قسم کی آفت سے محفوظ رکھیں۔ تم سب سے بڑے لڑکے ہو اور یہہ تمہارا فرض ہے کہ اگر تم ایسا نہ کروگے تو دیوتے سمجھیں گے کہ تم بُرے لڑکے ہو"۔

کھیاؤ نے کہا۔ دادی تم آپ ہی کیوں نہیں جاتیں تم کو پرستش کرنا بہت اچھی طرح سے آتا ہے سوائے اس کے اگر میں ایسا بُرا ہوں تو دیوتے میری نہ سنیں گے اور نہ مجھ سے کوئی چیز قبول کریں گے۔ تم جاکر اُنسے کہو کہ ہم سب کے سب آپ کے ہیں وہ جانتے ہیں کہ تم نیک ہو۔ اُن سے کہنا کہ میں بھی نیک بننا چاہتا ہوں اور جب نیک ہو جاونگا میں بھی نذر چڑہایا کرونگا۔ لیکن آج کل میں اتنی جلدی قد میں بڑھ رہا ہوں کہ نیکی جو مجھ میں ہے وہ میرے قد کے ساتھ ساتھ ترقی نہیں کرتی ؛

سوچم نے لحہ بھر کے لئے کھیاؤ کی طرف افسردگی کی نگاہ سے دیکھا لیکن یہہ دیکھا کہ اُس نے یہہ بات ہنسی سے نہیں کہی بلکہ جو کچھ وہ کہتا ہے دل سے کہتا ہے اسواسطے اس نے جواب دیا۔

"کھیاؤ میں چاہتی ہوں کہ وہ نیکی جو تم میں ہے۔ اتنی جلدی ترقی کرے جتنی جلدی تمہارا جسم بڑھتا جاتا ہے۔ رفتہ رفتہ تم بہت کچھ نیکی حاصل کر سکوگے ؛

اُس نے کہا "دادی تم اور ہم سب کے بدلے دیوتاؤں اور روحوں کی پرستش کا سارا کام خود ہی کیوں نہیں کر لیا کرتیں۔ اِس سے وقت بچے گا اور سوائے اس کے تم دونوں پرستش کرنا چاہتی ہو لیکن میں نہیں چاہتا۔ کھیت کھودنے سے بھی یہہ مشکل کام ہے۔ باپ تو پرستش کے لئے کبھی مندر میں جاتا ہی نہیں۔ اسکو بھی پرستش کرنا سیکھنا چاہئے۔ اگر ضروری ہے کہ سب لوگ دیوتاؤں کی پرستش کریں تو چاہئے کہ تم میرے باپ سے بھی اُس کا ذکر کرو۔ تم ہمیشہ مجھ سے تو اُس کا ذکر کیا کرتی ہو مگر والد صاحب سے کچھ نہیں کہتیں" ؛

باقی آیندہ

ضرورت

جوالاپور ضلع سہارنپور کے پرائمری مشن اسکول کے لئے ایک شادی شدہ عیسائی ہیڈ ماسٹر کی ضرورت ہے۔ جو کہ کم از کم انٹرنس تک پڑھا ہو اور نیز کچھ تجربہ کار ہو۔ اور چرچ آف انگلینڈ کا ممبر ہو اور نیک چلن ہو۔ تنخواہ پندرہ روپیہ سے اٹھارہ روپیہ حسب لیاقت ملیگی۔ بیوی کو زنانہ اسکول میں کام کرنے کے لئے دس روپیہ تک ماہوار ملیگا گھر مفت ملیگا۔

درخواستیں ذیل کے پتہ پر آنی چاہئیں۔

پادری۔ اے۔ اے۔ بلیئر
ایس۔ پی جی۔ مشن رڑکی۔

گلدستۂ اخبار

ہمارے شہنشاہ قیصر ہندشاہ ایڈورڈ دام اقبالہٗ نے ہندوستان میں امیر صاحب کی تشریف آوری پر ذیل کا ایک پیغام بھیجا ہے "میرے وایسرائے اور گورنر جنرل صاحبان کے ساتھ یور میجسٹی کی ملاقات کی خبروں سے مجھے بڑی اطمینان ہوئی کیونکہ اس سے یور مجسٹی اور میری سرکار کے درمیان دوستانہ تعلقات پیدا ہوتا ہے۔ میں بڑی دلچسپی سے امید کرتا ہوں کہ آپکا سفر آپکے سلطنتی معاملات سے دینے کے لئے بہت بڑی عمدہ تفریح ہوگا ؛

توقع کی جاتی ہے کہ ڈاکٹر جے لوکس صاحب آیندہ اکتوبر تک ہندوستان میں واپس آجائینگے

الہ آباد وائی ایم سی اے کی مختلف شاخیں عام انتظام میں باہم متحد ہوگئی ہیں۔ جس سے امید کی جاتی ہے کہ اب اس کا کام بخوبی چلیگا۔

شمالی ہند پریسبٹیرین مشن کی جانب سے پادری ایف ڈبلیو جانسن صاحب تفیولاجیکل سیمنری سہارنپور کے پروفیسر مقرر ہوئے ہیں۔ اور پادری جے۔ ایس فورمن صاحب مین پوری میں کام کرینگے۔

بمبئی کے ایک سیٹھ جنکا نام نامی محمد صدیق اور عرف بچو سیٹھ ہے حاجیوں کے لئے ایک وسیع مسافرخانہ بنانا چاہتے ہیں یہ مسافرخانہ اپنے ذاتی خرچ سے بنائینگے ؛



۸ جنوری کا ٹریبیون راوی ہے کہ دو تین دن کا عرصہ ہوا کہ ساگر میں ایک شخص کو کسی گورے نے گولی سے زخمی کیا اور وہ وہاں کے ہیڈکوارٹرس میں علاج کے لئے لایا گیا۔

یکم جنوری کو شمال مغربی سرحد پر قریب یک صد جاگیوں کے گروہ نے ایک دیہات دلی چھیار پر حملہ کیا اور ایک سو گائیں لوٹ کرلے گئے ۔

رائٹ آنریبل سموئیل سمتھ صاحب مرحوم کے بھائی نے ذیل کا جواب مسٹر دادا بھائی نوروجی کو روانہ کیا ہے کہ "میں آپکی اور کانگرس کے ممبران اور تمام ہندوستانی دوستوں کی اس ہمدردی کا نہایت مشکور ہوں جو میرے بھائی کی وفات پر انہوں نے ظاہر کی ۔

کلکتہ پولیس کے متعلق جو یوروپین پولیس سارجنٹ ہیں وہ آجکل بڑے سرخرو ہو رہے ہیں۔ ایک ان میں سے ایک اپنے عہدہ سے اس لئے تنزل کیا گیا کہ اس نے نمائش کے نزدیک ایک شریف آدمی پر حملہ کیا تھا۔ اور دوسرا کسی اور دن اس لئے مبلغ ۲۵ روپیہ جرمانہ کا مستوجب ہوا کہ اس نے ایک گاڑیبان پر حملہ کیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ جہاں کلکتہ کی پولیس میں ایسے مظالم آئے دن ظہور میں آتے ہیں وہاں اس جگہ کے مجسٹریٹ بھی انصاف کرتے اور مظلوموں کی دادرسی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے امید ہے کہ ایسے منصف مزاج حاکم پولیس کو بڑا عمدہ سبق دیکر دن دہاڑے کی زیادتیوں سے باز رکھنے میں کامیاب ہوں ۔

۴ جنوری کو مسٹر نوروجی دادا بھائی انگلستان کو واپس چلے گئے ہیں۔ اسٹیشن پر شرفا اور بیرسٹروں اور وکیلوں اور زمینداروں کی ایک بڑی بھاری گروہ انکو الوداع کہنے کے لئے حاضر تھی ۔

۵ جنوری کی صبح کو گیارہ بجے کے قریب کلکتہ سے ۲ ہزار میل کے فاصلہ پر ایک سخت جھٹکا بھونچال کا محسوس ہوا۔

۸ تاریخ کو پھلور میں امیر صاحب کی تشریف آوری کے لئے سٹیشن کا پلیٹ فارم وردیوں اور سرخ بانات وغیرہ سے خوب آراستہ تھا اور خیموں سے پلیٹ فارم تک پولیس کا پہرا مقرر تھا مگر امیر صاحب وہاں قریب دس منٹ تک رہے خود امیر صاحب تو گاڑی سے نہیں اترے ۔ لیکن امیر صاحب کے چند فوجی آفیسر اور فوجی سپاہی خیمہ تک چائے نوشی کے لئے گئے ۔ مگر امیر صاحب نے چائے نوشی وہاں ہی کی ۔ گاڑی سے صرف ایک نظارہ دیگر لوگوں کو محظوظ کیا اور پھر پردہ نشین ہو گئے ۔

۶ تاریخ کو پشاور میں ہزمجسٹی امیر صاحب نے انجمن حمایت اسلامیہ لاہور کی جانب سے ایک ڈیپوٹیشن بوقت ۳ بجے دن کے قبول کیا۔ اس ڈیپوٹیشن میں حاجی شمس جنرل سکرٹری۔ میاں حسین بخش سابق جج ۔ خواجہ احمد شاہ مالک اخبار آبزرور۔ شیخ عبدالحق پلیڈر اور وایس پریزیڈنٹ ملتان میونسپلٹی اور آٹھ اور شریف اشخاص شامل تھے۔ یہ محض خیر مقدم کا ڈیپوٹیشن تھا۔ اس ڈیپوٹیشن نے اپنے ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ کاش افغانستان کے جوان بھی اعلیٰ تعلیم حاصل کریں اور انجمن اپنے مقاصد میں کامیاب ہو۔ ہزمجسٹی بڑی خوشی اور مہربانی سے پیش آئے ۔

امرتسر کے سابق پہلوان غلام رستم ہند کے بھائی کلو نے اپنے حریف کریم بخش ساکن لاہور کو کلکتہ میں صرف ۳ منٹ کی کشتی میں زک دیدی گرج جو پہلوانی کا نشان ہے اور ۴۵۰۰ روپیہ کی ایک تھیلی انعام میں پائی۔

لارڈ سلبورن ٹرنسوال کے گورنر مقرر ہوئے ہیں ۔

کوچند پور واقعہ جسور میں شکر بنانے کے بیس کارخانے ہیں جمیں اسوقت قریب ۳۰ ہزار من شکر پڑی ہوئی ہے اور کوئی نہیں خریدتا۔ سودیشی اشیاء کے حامی جلد اس طرف توجہ کریں اور سودیشی تحریک کو پورا کریں ۔

ایک اردو اخبار راوی ہے کہ مدراس میں اس وقت ایک برہمن ایسا پہلوان ہے جسکو سانڈو بھی کچھ چیز نہیں ہے ۔ وہی اخبار کہتا ہے کہ اسکی طاقت چھ ہاتھیوں کے برابر ہے

انگوروں اور اس سے جو پیداوار ہوتی ہے اسکو ترقی دینے کے لئے آسٹریلیا کے ایک نامی گرامی آدمی مسٹر پال نے میبورن کے اندر ۵۰ ہزار روپیہ کے سرمایہ سے ایک سنڈیکیٹ قایم کی ہے ۔ اس کا ہر ایک حصہ ۲ ہزار روپیہ کا ہوگا۔

ہز ہائینس آغا خان آجکل ہوکو ہاما واقعہ جاپان کی سیر کر رہے ہیں ۔

الہ آباد میں طاعون کا زور ہے۔ اس لئے جو لوگ وہاں پر ماگھ میلہ میں جانے کا ارادہ رکھتے ہیں ذرا ہوشیاری اور احتیاط سے کام لیں ۔

نواب رامپور کے ہاں ایک اور فرزند تولد ہوا مبارک ہو۔

پرنس آف ویلز نے ۵۰ گنی اور شہزادی ویلز نے ۲۵ گنی فنڈ اپاہجان میں خیرات دی ہیں ۔

مسٹر الفرڈ چیٹرٹن صاحب سرکار ہند کی طرف سے پانچ سال کے لئے صنعت وحرفت کی تحقیقات کے لئے ڈائرکٹر مقرر ہوئے ہیں ۔

سر چارلس ریواز صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر پنجاب کی جو اپنے عہدہ سے علیحدہ ہونے والے ہیں ایک تصویر لاہور کے لارنس ہال میں آویزان کی جائیگی ۔

سیکرٹری آف سٹیٹ نے یوروپین مدرسوں کے استادوں کی تعلیم کے لئے ایک کالج کھولنے کی تجویز منظور کر لی ہے۔ یہہ کاسنا ور میں قایم ہوگا۔

سر جمس لاٹوش نے صوبجات متحدہ کی لفٹنٹ گورنری کا عہدہ اپنے جانشین سر جے پی ہاوٹ کے سپرد کر دی ہے اور آپ انگلستان کو روانہ ہوگئے

شہزادہ اور شہزادی ویلیز کی سیر ہند کی یادگاری میں شریف خاندانوں کی ہندوستانی لڑکیوں کے لئے لاہور میں ایک ہائی سکول قایم کرنے کی تجاویز ہو رہی ہے ؂

اشتہارات

ضرورت

بیرنگ ہائی اسکول بٹالہ کے لئے ایک جونیر اینگلو ورنیکولر مسیحی استاد کی ضرورت ہے جنوری پہلی سے ۳۰ روپیہ کے لئے درخواستیں پرنسپل سکول مذکور کے پاس آنی چاہئیں ؂

المشتہر

پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

ضرورت

پانچ سے بارہ سال تک کی عمر کے تین بچوں کو تعلیم دینے کے لئے ایک ہندوستانی مسیحی اتالیقن کی ضرورت ہے جس نے انٹر میڈیٹ اگزامنیشن ان آرٹس کا پاس کیا ہوا ہو اور انگریزی اور فارسی میں خوب مہارت رکھتا ہو۔ تنخواہ مبلغ ۲۵ ماہوار معہ مکان رہائش و خوراک معہ نقول سندات درخواستیں ذیل کے پتہ پر آویں۔ یہ نقول واپس نہ کیجائینگی۔

المشتہر

مسٹر ای بوس اسسٹنٹ انجنیر ڈاکخانہ رائیکوٹ ضلع لودیانہ

مخزن مسیحی

یہہ ایک پندرہ روزہ مسیحی پرچہ ہے جو ردمن اردو انگریزی زبانوں میں مسیحی کارندوں کے خاطر شایع ہوتا ہے اس کا مدعا ہے کہ بڑے بڑے مبشران انجیل اور کلیسیائی کارندوں کی علمی استعانت کرے نیز مختلف مشن سٹیشنوں کی کلیسیائی خبریں اس میں خصوصاً درج ہوتی ہیں سنڈے سکول اور کرسچن اینڈیور کے کاموں کے متعلق ہر قسم کی فروری توجہ دیجاتی ہے

شرح چندہ حسب ذیل ہے

عوام سے　　۸ر　　سالانہ
اگر تنخواہ پچاس روپیہ سے کم ہو　　۶ر　　"
" " پچیس " " " "　　۴ر　　"
" " پندرہ " " " "　　۲ر　　"
ادنی ترین نرخ　　۲ر　　"

نمونہ کا پرچہ درخواست پر روانہ کیا جاتا ہے درخواستیں ذیل کے پتہ پر آنی چاہئیں

پادری اے جی میکاؤ المؤڑہ یوپی صوبجات

پریسبٹیرین بیواؤں و یتامی کا فنڈ

یہ فنڈ ۱۸۴۷ء میں قایم ہوا ہے تین سو سے زیادہ اشخاص اسمیں شریک ہیں ساٹھ سال کے عرصہ میں اس فنڈ کی طرف سے زیادہ پنشن دیگئی ہے۔ یہ رقم اس کل رقم سے نو ہزار روپیہ زیادہ ہے جو چندہ دہندہ گان سے وصول ہوا ہے اس وقت اس فنڈ میں بیالیس ہزار پانسو روپیہ سے زیادہ خزانہ میں موجود ہے اس فنڈ کا نرخ کئی اور اس قسم کے فنڈ سے بہہ ارزان ہے ہندکا ہر ایک مسیحی مرد اور عورت اس فنڈ میں شامل ہو سکتا ہے مردوں کو پیرسالی میں مستورات کو بیوہ کی حالت میں اور بچوں کو یتامی میں اس فنڈ سے پنشن ملتا ہے صرف ایک پیسہ کا کارڈ بھیجنے پر پراسپکٹس روانہ کیا جاتا ہے

المشتہر

پادری ڈاکٹر جے کلارک صاحب ایم اے مینیجنگ ڈائرکٹر نولکھا لاہور

دستور العمل نور افشان

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ عہ معہ ضمیمہ ۸ر
قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک " " ۸ر عہ
قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جائیگی ؂

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سال تمام
کالم کا آٹھواں حصہ	۸ر	ے۸ر	سے
چوتھائی کالم	ے۸ر	سے	عہ
نصف کالم	سے	عہ	۸عہ
پورا کالم	عہ	۸عہ	معہ
پورا صفحہ	معہ	معہ	معہ

ایک دفعہ کے فی سطر کالم ۲ر مابعد کے ار فی سطر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا ؂

نوٹ، نامہ نگار اپنی اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ پچاس پرچہ تصویردار سنڈے سکول بلا محصول عہ
" " " " " " معہ محصول عہ
" " آٹھ کاپی سبق سنڈے سکول عہ

پادری ایچ گولکھناتھ صاحب بی۔ اے ایڈیٹر و مینیجر نور افشان ساکن بہادر کے لئے لودیانہ مشن شمیم پریس میں زیر اہتمام وائلی براؤن کے چھپا